ابوسعید حنیف احمد محمود۔برطانیہ

تقریر

تقریر بابت الہامات مسیح موعودؑ

وقت 5-7 منٹ

زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھڑی باحالِ زار

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

كَتَبَ اللّٰهُ لَاَغْلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِيْ (المجادلہ:22)

اللہ نے لکھ رکھا ہے کہ ضرور مَیں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔

معزز سامعین! آج میری گزارشات کا محور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک منظوم کلام میں سے ایک مصرع "زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھڑی باحالِ زار" ہے جس میں ایک عظیم الشان پیشگوئی پنہاں ہے جو بڑی شان کے ساتھ پوری ہو چکی ہے۔

زیرِ گفتگو مصرع میں دو دفعہ "زار" (Tsar) کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ مصرع کے آغاز میں لفظِ "زار" روس اور اُس کے ارد گرد بعض ریاستوں کے حکمرانوں کا سرکاری لقب تھا جیسے بلغاریہ، سربیا، یوکرین، بوسنیا اور رشیا کے حکمران "زار" کہلاتے تھے۔ زار لاطینی لفظ سیزر کی تحریک ہے۔ روس میں یہ لقب سب سے پہلے پیٹر اعظم نے اختیار کیا تھا۔ قیصر اور خسرو بھی اسی کے مختلف لہجے ہیں۔ زارینہ اس کا مؤنث ہے۔ اَور مصرع میں آخری لفظ باحالِ زار میں لفظِ زار کے معانی رونے کی حالت، بُری حالت، حال زبُوں، حالِ زار، مشکل حالات اور کسمپُرسی کے ہیں۔ جس کے آسان معانی یہ ہوں گے کہ ایک وقت آنے والا ہے جب زارِ روس کے ہاتھوں سلطنت جاتی رہے گی اور وہ کسمپُرسی اور کمزوری کی میں مارا جائے گا۔ اب آگے اِس کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مامورِ زمانہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ہزارہا الہامات نازل فرمائے جن کے ذریعہ آپؑ کی صداقت جانی گئی۔ اِن میں سے بہت سے الہامات آئندہ زمانہ کی پیشگوئیوں پر مشتمل تھے۔ اِن میں سے کچھ کشوف و الہامات میں کئی شخصیات کے انجام کے بارے میں اطلاع دی گئی۔ اِن میں بعض آپؑ کی زندگی میں بڑی شان سے پوری ہوئیں اور بعض اللہ تعالیٰ کے وعدوں کے مطابق آپ کے اس دارِ فانی سے کوچ کر جانے کے بعد پوری ہونی مقدر تھیں۔ آپؑ کی کتاب براہین احمدیہ جلد پنجم میں ان میں سے بہت سے نشانات کا ذکر تفصیل سے موجود ہے۔ اس کتاب کے آخر میں منظوم مناجات کی صورت میں خدا تعالیٰ کے احسانات کا شکر ادا کیا گیا ہے نیز چند ایسے نشانات اور پیشگوئیوں کا ذکر ہے جن کا جلد ظاہر ہونا مقصود تھا۔ ان میں دنیا پر آنے والی ایک بہت بڑی، قیامت خیز تباہی اور نیز اُس وقت کی ایک سُپر پاور کے شہنشاہ یعنی زارِ روس کی کسمپُرسی کا واضح ذکر موجود ہے۔ اُس وقت کسی کے گمان میں بھی نہ تھا کہ انسانوں پر جنگِ عظیم کی صورت میں اس قدر بڑی تباہی آئے گی اور زارِ روس 'باحالِ زار' ہو کر مرے گا۔ تقریر کے عنوان "زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھڑی باحالِ زار" میں لفظِ "**بھی**" قابلِ غور ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ زلازل اور آفات اور جنگیں ایسا قہری نشان بن کر ظاہر ہوں گیں کہ زارِ روس کے ساتھ اور بہت سے ملوک بھی اپنے تکبّر اور نافرمانی کی بنا پر اپنے انجام کو پہنچیں گے اور پہنچے بھی۔ لیکن آج مجھے زارِ روس پر ہی گفتگو کرنی ہے۔ سن 2018ء میں اس پیشگوئی کو مزید تقویت اس طرح ملی جب زارِ روس کے بارہ میں کچھ ایسے حقائق منظرِ عام پر لائے گئے جن کے بارہ میں اکثر دنیا کو اب تک بے خبر رکھا گیا تھا۔ یقیناً اُس کے حالات اس کی حالتِ زار پر گواہ تھے۔

سامعین! روس کے بادشاہ نکولس دوم نیز آخری زار اور اُس کے خاندان کی دُکھ بھری زندگی اور المناک انجام کی ایک مکمل تصویر جاننے کے لئے مُلکِ روس کی اہمیت اور عظمت کو جاننا ضروری ہے۔ دنیا کا سب سے بڑا ملک روس 1900ء سے 1918ء کے دوران سیاسی اور سماجی افراتفری اور فساد کا شکار رہا۔ یہی وہ دور ہے جس میں یہاں کے شاہی خاندان کی صف لپٹ رہی تھی اور دنیا میں پہلی جنگِ عظیم اپنی تباہی پھیلا رہی تھی۔ زارِ روس اور اُس کا خاندان اپنے اکلوتے بیٹے اور تخت کے وارث Alexei کی

اُس بیماری کے باعث رنج والم میں گرفتار تھا جس کا کوئی علاج ممکن نہ تھا اور اُسے لگنے والی ذرا سی چوٹ بھی مسلسل خون بہتے رہنے سے اُس کی جان لے سکتی تھی۔ اِسی دوران مارکس کے نظریۂ اشتراکیت کی مقبولیت کے باعث انقلاب کے آثار ظاہر ہوئے جو بالآخر زار کی حکومت کے تابوت میں آخری کیل ثابت ہوئے۔

آج اگر ہم چشمِ تصوّر میں روس کے شہر سینٹ پیٹرزبرگ لائیں تو گنبدوں اور اونچے میناروں والی خوبصورت عمارتیں نظر آئیں گی۔ لیکن کیا معلوم تھا کہ ان عظیم الشان عمارتوں کے پیچھے اور ان کے تہ خانوں میں کتنی المناک داستانیں مدفون ہیں۔ یہ شہر 1703ء میں مشہور بادشاہ پیٹر زارِ روس نے آباد کیا تھا۔ زارِ روس پیٹر نے جو پہلی عمارت بنائی وہ پیٹر اور پال قلعہ کے نام سے مشہور ہے۔ ایک دوسری اہم عمارت پیٹر اور پال کیتھڈرل ہے جہاں پیٹر دوم کے علاوہ تمام زارِ روس آسودۂ خاک ہیں۔ اس کے علاوہ آخری زارِ روس نکولس دوم (Nicholas II) اور اُس کے خاندان کے اکثر افراد کی ہڈیاں اُن کے قتل کے لگ بھگ اسّی سال کے بعد کسی دوسری جگہ سے منتقل کی گئیں۔ روس کا ایک اور اہم شہر Yekaterinburg ہے جس کو زارِ روس پیٹر نے اپنی بیوی کے نام پر تعمیر کروایا۔ اس شہر میں رشیا کے انقلاب کے بعد معزول زارِ روس اور اُس کے خاندان کو قید رکھا گیا تھا۔ اسی شہر میں وہ خوفناک گھر بھی ہے جس میں سارے خاندان کو تہ خانے میں کئی مہینے کے لیے بند کر دیا گیا اور پھر انتہائی رازداری اور سفّاکی کے ساتھ انہیں موت کے گھاٹ اُتار دیا گیا۔ اسی شہر میں ایک اور اہم چرچ Church on the blood کہلاتا ہے جو اکیسویں صدی میں عین اُسی مقام پر تعمیر کیا گیا جہاں اِس خاندان کو قتل کیا گیا تھا۔ اسی کے قریب ایک میوزیم ہے جس کے ایک ہال کا نام "رومانووکا ہال (Hall of Romanovs)" ہے۔ Romanovs زارِ روس کے خاندان کا نام تھا۔ اس ہال میں زارِ روس کے خاندان سے تعلق رکھنے والے نوادرات رکھے گئے ہیں۔

رومانووشاہی خاندان کی حکومت 1613ء میں شروع ہوئی تھی۔ پیٹر جسے Peter the Great کہتے تھے اُس نے مطلق العنان نظام حکومت (autocracy) کو قائم کیا اور ریاستی نظام کو ترقی دے کر روس کو دنیا کا سب سے بڑا ملک بنا دیا۔ اس کا حدودِ اربعہ Baltic Sea سے لے کر Pacific Sea تک پھیلا ہوا تھا۔ اتنی بڑی سلطنت ہونے کے باوجود انہیں مسلمانوں کی سلطنتِ عثمانیہ سے خوف رہتا تھا۔ پیٹر نے St. Petersburg شہر اسی لیے تعمیر کیا تا یورپ اور سلطنت عثمانیہ پر نظر رکھ سکے اور کسی بھی حملے کے پیشِ نظر ملک کا دفاع کیا جاسکے۔

روس کا بادشاہ یعنی زارِ روس سلطنت اور چرچ دونوں کا سربراہ کہلاتا تھا۔ گویا کہ زار ایک ہی وقت میں بادشاہ بھی ہوتا اور پوپ بھی۔ لیکن انیسویں صدی میں کارل مارکس کے نظریہ اشتراکیت کے فروغ اور مذہب کو بے دخل کرنے کی مہم کے نتیجہ میں ایک خونی انقلاب کے بعد یہ سب ختم ہو گیا۔

نکولس دوم یعنی آخری زار کی بادشاہت کا زمانہ 1894ء میں شروع ہوا۔ اس کی شادی ایک جرمن خاتون الیگزینڈرا سے ہوئی جو ملکہ وکٹوریہ کی نواسی تھی۔ شادی کے بعد یکے بعد دیگرے اُن کی چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔ بظاہر یہ ایک خوش باش خاندان نظر آتا تھا لیکن اندر کی کہانی کچھ اَور تھی۔ ہر بیٹی کی پیدائش پر زار کی بیوی زارینہ کی ذہنی پریشانی میں اضافہ ہو جاتا کیونکہ زار کے درباری، شاہی خاندان کے کرتے دھرتے اور عوام بادشاہت کو اس خاندان میں قائم و دائم رکھنے کے لیے امید رکھتے تھے کہ اُن کے بادشاہ کے ہاں بیٹے کی ولادت ہو گی۔ نکولس جسے اپنے خطابات "خدا کے فضل سے بادشاہ"، "مطلق العنان حکمران"، "زارِ روس" اور "عظیم بلند مرتبت" پر بہت ناز تھا بہت پریشان رہنے لگا۔ ان حالات میں زارینہ بھی بہت زیادہ ذہنی دباؤ کا شکار رہنے لگی کیونکہ روسی قوم اس خاندان سے اپنے آئندہ بادشاہ کو دنیا میں لانے کی امید لگائے بیٹھی تھی۔ زار نکولس اپنی بیوی کی حالت سے پریشان ہو کر ڈاکٹروں اور طبیبوں کو شاہی محل میں طلب کرتا رہتا۔ اُن کا ذاتی ڈاکٹر Botkin دواؤں سے ذہنی پریشانی کا علاج کرتا رہا مگر زارینہ کے اعصاب کو سکون نہ ملا اور لوگوں میں مشہور ہونے لگا کہ زارینہ ذہنی مریضہ ہو چکی ہے۔

روسی مطلق العنان بادشاہت کے مختلف ادوار میں مخالفین کو جیلوں اور قیدِ تنہائی میں رکھ کر پاگل بنا دیا جاتا تھا اور بہت سے لوگ جن میں نوجوان خواتین بھی شامل تھیں اس ظلم کا شکار ہو کر خودکُشی کا انتہائی قدم بھی اٹھا چکی تھیں۔ لیکن زارینہ کی ذہنی کیفیت کسی قیدِ تنہائی کے باعث نہ تھی بلکہ یہ دُکھ اُس کے لیے پریشانی پیدا کر رہا تھا کہ روس کی مملکت کے لیے اور اُس کے خاوند کی بادشاہت کے لیے ایک وارث بہت ضروری ہے۔

سامعین! زار نے اپنی بیوی کے لیے ڈاکٹر اور مختلف روحانی معالج اکٹھے کر رکھے تھے تا کہ اُس کو ذہنی اذیت سے نکالا جاسکے۔ 1902ء میں ایک جعلی پیر منصور فلپ نے کہا کہ وہ زارینہ کی نفسیاتی بیماری کا معجزانہ علاج جانتا ہے جس سے نہ صرف ملکہ کی بیماری دور ہو گی بلکہ ملکہ کے ہاں بیٹا بھی پیدا ہو گا۔ لیکن اُس کے علاج سے ملکہ کی حالت مزید خراب ہو گئی اور اُسے یہ وہم ہونے لگا کہ وہ حمل سے ہے جو کہ صرف تصوّراتی کیفیت سے زائد کچھ نہ تھا۔ بہرکیف دو سال گزرنے کے بعد 1904ء میں زار کے ہاں اُس کا وارث زارِوچ الیگزائی پیدا ہوا۔ محل میں بہت بڑے جشن کا اہتمام ہوا اور مملکت میں خوشی کی لہر دوڑ گئی کہ زار کی بادشاہت کو استحکام حاصل ہو جائے گا۔ مگر اصل

حقیقت کچھ اَور تھی۔ اِس بچے کو ایسی موروثی بیماری تھی جس کو haemophilia کہتے ہیں۔ اِس بیماری میں ذرا سی چوٹ لگنے سے خون بند نہیں ہوتا اور موت واقع ہو سکتی ہے۔ اُس زمانے میں کم ہی لوگ اس لاعلاج بیماری سے واقف تھے۔

زارینہ کے لیے یہ بات ایک بہت بڑا صدمہ تھا جس سے اس کی ذہنی اذیت میں مزید اضافہ ہوا۔ وہ اس بیماری کے بارہ میں جانتی تھی کیونکہ یہ نہ صرف اُس کی نانی ملکہ وکٹوریہ کے خاندان میں موجود تھی بلکہ اُس کا ایک ماموں، ایک بھائی اور ایک بھتیجا اس بیماری کا شکار ہو کر اس جہانِ فانی سے کوچ کر چکے تھے۔ چونکہ یہ ایک موروثی بیماری تھی اس لیے یہ زارینہ کی وساطت سے اُس کے بچے Alexei کو منتقل ہوئی۔ شہزادے کی اس بیماری کو مکمل صیغۂ راز میں رکھنا بہت ضروری تھا۔

زار اور زارینہ کو اپنے سر پر تکلیف اور پریشانی کی تلوار لٹکتی نظر آنے لگی اور انہیں اپنی بادشاہت اور سیاسی زندگی خطرے میں محسوس ہونے لگی۔ اُن کی زندگی سے سکون رخصت ہو چکا تھا۔ وہ لوگوں کے درمیان خود کو خوش رکھنے کی کوشش میں مصروف رہتے لیکن ساتھ ہی ساتھ ہر وقت بچے کی حفاظت ان کی اولین ترجیح ہوتی۔ روس میں کسی بھی قسم کی معذوری اور بیماری کو نہ صرف بُرا شگون بلکہ خدا کی طرف سے سزا سمجھا جاتا تھا اور اس بات کا کوئی تصوّر نہ تھا کہ زارِ روس کا اکلوتا بیٹا اور شاہی تخت کا وارث کسی قسم کی بیماری کے ساتھ پیدا ہوا ہوگا۔

زارِ روس نے بچے کو محفوظ رکھنے کے لیے ہر قسم کے انتظامات کر رکھے تھے۔ اُس کی تصاویر بھی بڑی احتیاط سے لی جاتیں اور عوام کو دکھائی جاتیں۔ زارِ روس لوگوں کے سامنے بچے کو ہمیشہ خود گود میں اٹھائے رکھتا یا بہت محفوظ پالکی میں لے کر اُسے سیر کروائی جاتی۔ اُس کی بہنیں ہمیشہ اُس کے ارد گرد رہتیں اور معبودانہ حد تک اس سے محبت کرتیں۔ پولینڈ میں ایک سفر کے دوران کشتی کے ایک حادثہ میں بچے کو چوٹ لگی اور وہ موت کے منہ سے واپس آیا۔ اس حادثے کی خبر 1908ء میں پہلی بار منظرِ عام پر آئی۔

پیارے دوستو! ان حالات نے زار اور اُس کے خاندان کو مجبور کر دیا کہ وہ اس شہر کو چھوڑ کر ایک گاؤں کی خاموش فضا میں گھر بنالیں اور عوام اور محل کی تقریبات سے جس قدر ممکن ہو دُور رہیں۔ کیونکہ ڈاکٹروں کے ہر وقت شاہی محل میں آنے جانے سے عوام الناس اور درباریوں میں شکوک وشبہات جنم لے رہے تھے۔ خاص طور پر بدنام زمانہ Rasputin کا ہر وقت محل میں آنا جانا عوام کو ایک آنکھ نہ بھاتا تھا۔ یہ شخص خود کو ”روحانی اور قدرتی“ طبیب کہتا تھا جو ایک طرف زار اور زارینہ سے مراعات حاصل کرتا تو دوسری جانب Alexei کو دَم کرکے ٹھیک کرنے کا ڈھونگ رچاتا تھا۔ اُس کی آمد ورفت نے زار کی مقبولیت کو بہت نقصان پہنچایا۔ اس دور میں تبّت سے تعلق رکھنے والے ایک اَور جعلی طبیب جو روس کے دارالحکومت سینٹ پیٹرز برگ میں بڑی کامیاب پریکٹس کرتا تھا۔ پریشانِ حال زارِ روس نکولس دوم نے اپنے بیٹے کی زندگی بچانے اور اِس لاعلاج بیماری کے علاج کے لیے اس تبّتی حکیم کی خدمات بھی حاصل کیں۔

نکولس دوم اپنے بیٹے کی بیماری اور اپنی ملکہ کی پریشانی کی وجہ سے زیادہ تر دارالحکومت سے دُور رہتا تھا اس لیے آہستہ آہستہ اس کا رابطہ عوام سے کم ہوتا چلا گیا۔ فرانسیسی سفیر Maurice کی ڈائری کے ایک صفحہ پر لکھا ہے کہ حالیہ چند مہینوں میں بادشاہ ذہنی بیماریوں کا شکار ہو گیا جس کے باعث اسے ذہنی تناؤ، دکھ کا سامنا رہا۔ اُس کی بھوک ختم ہوگئی اُسے پریشانی رہنے لگی اور نیند نہ آتی تھی۔ بادشاہ اُس وقت تک آرام نہ کرتا جب تک اُس جعلی (حکیم) Badmaew کو نہ مل لیتا۔“

(Diary of Maurice Paleologue: 6 Nov. 1916)

زار اور سیاسی افراتفری

زار کی حیثیت روسی سلطنت میں ایک ایسے حکمران کی طرح تھی جو اپنی رعایا پر سیاسی، قانونی اور مذہبی طور پر مکمل اختیار رکھتا تھا۔ اُس کو بہت مقدّس حیثیت دی جاتی تھی۔ لوگ اس کو خدا کا درجہ دیتے تھے اور گویا اس کی پوجا کرتے تھے مگر انیسویں صدی کے آخر میں کارل مارکس کے نظریہ اشتراکیت نے مقبولیت پکڑی اور آہستہ آہستہ روس کی سیاست کا رُخ بدل ڈالا۔ چنانچہ حکومت اور معاشرے سے مذہب کو بے دخل کرنے کی سازش شروع ہوئی۔ لوگوں کو مذہب اور خدا کی ہستی سے دُور لے جانے کی تدابیر کارگر ہونے لگیں تو مذہبی رہنما یعنی بادشاہ سے نفرت اس کا لازمی نتیجہ بنا۔

1881ء میں اس سے قبل زارِ روس الیگزینڈر اوّل ایک خود کُش حملہ میں دارالحکومت میں مارا جا چکا تھا۔ اشتراکیت کے حامی اپنی تحریک کو لے کر آگے بڑھے اور جنوری 1905ء میں مزدوروں اور کارکنوں نے اپنے حقوق کے لیے ایک بہت بڑا احتجاجی مظاہرہ کیا۔ اس میں بادشاہ کے خلاف بھی آواز اٹھائی گئی۔ یہ لوگ دارالحکومت میں موجود بادشاہ کے محل میں جا کر ایک یادداشت پیش کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ حالات کو قابو میں رکھنے کے لیے فوج نے گولی چلا دی جس کے نتیجہ میں سو کے قریب مظاہرین مارے گئے اور ہزاروں زخمی ہو گئے۔ ملک میں فتنہ وفساد کی فضا نے پہلے سے غمزدہ بادشاہ کو مزید غمگین کر دیا۔ جب بادشاہ کو خبر پہنچی کہ ملک کے طول وعرض

میں فسادات کی وجہ سے حالات خراب ہیں اور لوگ پریشان ہیں تو اُس نے ایک خط میں اپنی والدہ کو اپنے اِس دکھ سے مطلع کیا۔ اس نے لکھا کہ معلوم ہوتا ہے بہت بڑا انقلاب آنے والا ہے کیونکہ حکومتی مشینری مفلوج ہو چکی ہے۔ ایسا لگتا ہے بہت بڑا طوفان آنے والا ہے۔ اس خط کا متن کتاب ”نکولس دوم۔ آخری زار“ میں شائع شدہ ہے۔

ان حالات کے پیشِ نظر زار نے قانونی اصلاحات کی طرف توجہ کی مگر حالات مزید خرابی کی طرف جا رہے تھے کیونکہ مزدور پارٹی کے لوگ لینن کو اپنا لیڈر بنا کر ملک سے بادشاہت اور مذہب کو ختم کرنے کا منصوبہ بنا چکے تھے۔ اسی دوران 1914ء میں پہلی عالمی جنگ چھڑ گئی۔ روس کو اس جنگ میں داخل ہونے کی ضرورت نہ تھی مگر فرانس اور برطانیہ کے اتحادی ہونے کے باعث جرمنی، ہنگری اور آسٹریا کے خلاف روس نے اپنی فوجوں کو حملے کے لیے تیار کر دیا۔

زار اور اُس کے خاندان کا المناک انجام

سامعین! 30 جولائی 1914ء کو نکولس دوم زارِ روس نے فوجی کمان سنبھال لی اور اپنی فوجوں کو کُوچ کا حکم دے دیا۔ فوج اس اچانک حملہ کے لیے تیار نہ تھی اور اُن کے پاس مناسب راشن اور سامانِ جنگ بھی میسر نہ تھا۔ نتیجۃً جرمنی کے خلاف پہلے ہی حملے میں ٹانن برگ کی لڑائی میں روسی فوج کا مکمل صفایا ہو گیا اور بدقسمتی سے زارِ روس کے وہ تمام وفادار افسر مارے گئے جو اُس کی بادشاہت کو بچا سکتے تھے اور اُسے مارل سپورٹ فراہم کر سکتے تھے۔ اب اُسے درست مشورے دینے والا کوئی نہ تھا۔ مؤرخین کا خیال ہے کہ زارِ روس کے ایک ناتجربہ کار فوجی جرنیل ہونے کے ناطے اُس کے بہت سے احکامات نہ صرف غلط ثابت ہوئے بلکہ لاکھوں فوجیوں اور عوام کی موت سے خون کی ندیاں بہ گئیں۔ دوسری جانب خوراک کی کمی اور انتہائی سردی کے باعث بے شمار خلقت اور فوجی سِسک سِسک کر مر گئے۔ روس اور اردگرد کے ممالک میں بہت بڑی تباہی قیامت کا نظارہ پیش کر رہی تھی۔ عوام اور حکومت کے سرکردہ افراد جرمنوں کے خلاف روس کی عبرتناک شکست کا ذمہ دار زار کو ہی ٹھہراتے تھے اور اس کی مقبولیت میں مزید کمی واقع ہو گئی۔ چنانچہ حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس دوران لینن کی پارٹی Bolsheviks نے زار کو ختم کرنے کا منصوبہ تیار کر لیا۔

ان ایام میں زارِ روس کی ”حالتِ زار“ کو مختلف کتب میں بیان کیا گیا ہے جو کہ دارالحکومت سے دُور، اپنے خاندان سے جُدا، اپنے عوام سے لاتعلق کسمپُرسی کی حالت میں پریشانی میں مبتلا اپنے ملک کی تباہی پر غمگین اور اپنے اقتدار کو رخصت ہوتا دیکھ رہا تھا۔ اُس بے چارے کو خبر نہ تھی کہ اُس کے اپنے دارالحکومت میں اُس کا اور اُس کے خاندان کا کیا انجام ہو گا۔ اُس کو شاید اس بات کا بھی اندازہ نہ تھا کہ اُس کے اور اُس کی بیوی کے خلاف Rasputin کی وجہ سے کون سی آگ لگائی جا رہی ہے۔ یہاں تک کہ ایک دن خبر آئی کہ Rasputin کو شاہی خاندان کے افراد نے ہی موت کے گھاٹ اُتار دیا ہے۔

2 مارچ 1917ء کو نکولس دوم زارِ روس نے فیصلہ کیا کہ وہ تختِ شاہی سے دستبردار ہو جائے گا۔ وہ جانتا تھا کہ Alexei کو بادشاہت کے لیے نامزد نہیں کیا جا سکتا کیونکہ haemophilia کا مریض ہونے کی وجہ سے اُس کی زندگی کا بالکل بھروسہ نہ تھا۔ چنانچہ اُس نے ایک فرمان جاری کیا جس کے مطابق وہ ان حالات میں اپنے آپ کو روس کا نظم و نسق چلانے کے قابل نہیں سمجھتا اور تخت و تاجِ روس سے دستبردار ہونے کا اعلان کرتا ہے۔ نیز اُس نے اپنے چچازاد بھائی ڈیوک مائیکل کو بادشاہ کے طور پر نامزد کیا...... مگر افسوس کہ باغیوں نے اس بیان کو منظرِ عام پر نہ آنے دیا جو پہلے سے ہی اس خاندان کو صفحہ ہستی سے مٹانے کا منصوبہ تیار کر چکے تھے۔ زار کی ڈائری میں لکھا ہے کہ ہر طرف غداری، دھوکہ اور بزدلی ہے۔

ان حالات کے پیشِ نظر زار نے درخواست کی کہ اُسے سیاسی پناہ لینے کے لیے برطانیہ بھیج دیا جائے مگر جنگ کے حالات کے پیشِ نظر یہ ممکن نہ ہو سکا۔ زار نے اَور ممالک میں سیاسی پناہ لینا چاہی مگر نہ تو کسی ملک نے اِس پر آمادگی ظاہر کی اور نہ ہی روس کی باغی قوتوں نے اِس بات کی اجازت دی۔

چند سال قبل دنیا کے سب سے بڑے ملک کی عوام، اس کی سلطنت اور اس کے مذہبی حلقوں کا مطلق العنان سربراہ زارِ روس کبھی اتنا بے بس اور بے یارومددگار ہو جائے گا دنیا اس کا تصوّر بھی نہ کر سکتی تھی۔ جنگ کے پیشِ نظر دنیا روس کے اندرونی حالات اور زار کی ”حالتِ زار“ سے واقف نہ تھی۔ لیکن عالم الغیب خدا نے اپنے سچے مسیح اور مہدی کو اس وقت سے بہت پہلے نہ صرف اس عظیم جنگ کی تباہ کاریوں اور قیامت خیز حالات کی خبر دے رکھی تھی بلکہ زار کی ”حالتِ زار“ سے بھی مطلع کیا ہوا تھا۔

اکتوبر 1917ء میں اشتراکیت کے آنے سے قبل ہی 22 مارچ 1917ء کو زارِ روس اور اُس کے بیوی بچوں کو گرفتار کر کے الیگزینڈر محل میں قید کر دیا گیا اور اس کے بعد Tobolk شہر میں منتقل کر دیا گیا جہاں وہ اگست 1917ء سے اپریل 1918ء تک ایک گھر میں محصور رکھے گئے۔ اس بات سے زار اور اُس کے بیوی بچوں کی لاچاری اور بے بسی کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اس دوران فوجی اُن کو مسلسل ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے رہے۔ کہا جاتا ہے کہ زار اور اُس کے خاندان کو کم از کم آٹھ جگہوں میں لے جایا گیا۔ مئی 1918ء میں نکولس زار، اُس کی بیوی اور بیٹی ماریا کو Yekaterinburg منتقل کر دیا گیا جبکہ Alexei کو شدید بیماری کی وجہ سے اُس کی تین بہنوں

کے ساتھ Tobolsk میں ہی رہنے دیا۔ اپنے لاڈلے بیٹے کی بیماری میں اس سے دور رہتے ہوئے زار اور اُس کی بیوی کس اذیت سے گزر رہے ہوں گے اس کا اندازہ لگانا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ زار کو اب Ipatiev House میں منتقل کر دیا گیا تھا۔ چنانچہ ایک منصوبہ کے تحت مئی میں Alexei اور اُس کی تینوں بہنوں کو بھی یہاں لایا گیا۔ اکتوبر 1917ء کے انقلاب کے بعد روس کی اشتراکی سیاسی پارٹی نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور ان کا اوّلین مقصد لینن کے مطابق رومانو و خاندان کا فیصلہ کرنا تھا۔ چونکہ لینن، مارکس کے نظریہ کا حامی تھا اور مذہب کے خاتمہ کا خواب لے کر اُٹھا تھا اس لیے بادشاہت کا مکمل طور پر خاتمہ ضروری سمجھتا تھا۔

Ural صوبہ کی حکومت نے زار اور اُس کے خاندان کی تلاش کا کام Nikolai Sokolov کے سپرد کیا جس نے اپنی رپورٹ کو مکمل کیا اور فرانس جا کر 1920ء میں اس پر کتاب The Murder of the Tsar Family (زار خاندان کا قتل) لکھی۔ یہ کتاب Sokolov کی وفات کے ایک سال بعد شائع کی گئی۔

سامعین! روس کی حکومت نے 1926ء میں یہ اعلان تو کر دیا کہ زار اور اُس کے سارے خاندان کو قتل کر دیا گیا ہے لیکن اس بارہ میں کچھ نہ بتایا کہ یہ سب کس نے کیا یا کس کے ایما پر ہوا اور نہ ہی اُن کی قبروں کے بارہ میں کوئی معلومات دی گئیں۔ کسی کو اس بارہ میں سوالات پوچھنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ زار اور اُس کے خاندان کے قتل کی واردات اور تفصیل ہمیشہ کے لیے ماضی کے اندھیروں میں دفن کر دی گئی۔ جب 1991ء میں روس کے ٹکڑے ہو گئے تو برطانوی حکومت کے مطالبے پر پھر سے تحقیقات کا آغاز کیا گیا اور معلوم ہوا کہ زار اور اس کے خاندان کو نہایت بے دردی اور سفّاکی سے 17/ جولائی 1918ء کو Ipatiev House کے تہ خانے میں قتل کر دیا گیا تھا جہاں اُن کو 30/ اپریل سے قید کر کے رکھا گیا تھا۔ اُسی دن زار کے قریبی ساتھیوں بشمول ڈاکٹر Eugene اور شاہی خاندان کے 65/ افراد کو موت کے گھاٹ اتارا گیا۔ ان کی قیمتی اشیاء چوری کر لی گئیں اور ان کے مردہ جسموں کو ضائع کرنے کے لیے 750 لیٹر مٹی کا تیل اور 180 کلو گرام تیزاب استعمال کیا گیا تا کہ ان کا کوئی نام و نشان بھی باقی نہ رہے۔

بعض لوگوں کے مطابق 1979ء میں اور بعض کے مطابق جولائی 1991ء میں بہت تلاش کے بعد ایک متروکہ کان کے قریب جنگل میں زمین کی کھدائی کے دوران بعض ہڈیاں ملیں جن کے سائنسی جائزہ اور DNA identification کے بعد معلوم ہوا کہ یہ ہڈیاں زار، زارینہ اور اس کی تین بیٹیوں کی ہیں جن کو پھر وہاں سے سینٹ پیٹرزبرگ شہر کے پیٹر اور پال چرچ کے قریب واقع سینٹ کیتھرین چرچ میں منتقل کر دیا گیا۔ 2007ء میں Alexei اور اُس کی بہن کی ہڈیاں بھی مل گئیں۔

سامعین! یہ حقیقت ہے کہ زار اور اس کے خاندان کا قتل ایک بہت المناک قصہ ہے جس کو تاریخ یاد رکھے گی اور دہراتی رہے گی۔ ہم اس کو ایک اَور نقطۂ نظر سے بھی دیکھتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے ذکر گزر چکا ہے کہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح و مہدی آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اللہ تعالیٰ سے اطلاع پا کر اپنی کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم کے آخر پر منظوم مناجات کی صورت میں دنیا کے آئندہ حالات و واقعات کی بابت پیشگوئیاں کر رکھی تھیں۔ ایسی پیشگوئیوں کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ جس خدا نے اپنے پیارے کو مستقبل کی خبریں اس قدر واضح رنگ میں دے دیں، اُسی خدا نے اس بندے کو اپنی تائیدات کے ساتھ بھیجا ہے۔ پس دنیا کو چاہیے کہ اس کی باتوں کو توجہ سے سنیں، اس پر ایمان لائیں اور اپنی نجات کے سامان کریں۔ یقیناً جنگِ عظیم کا ہونا اور پھر اس کے بعد زارِ روس کی حالتِ زار بھی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت پر ایک مہرِ تصدیق ہے۔

اِک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوفِ کردگار

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

یک بیک اک زلزلہ سے سخت جُنبش کھائیں گے
کیا بشر اور کیا شجر اور کیا حجر اور کیا بحار
اک جھپک میں یہ زمیں ہو جائے گی زیر و زبر
نالیاں خوں کی چلیں گی جیسے آبِ رُود بار
ہوش اڑ جائیں گے انساں کے پرندوں کے حواس
بھولیں گے نغموں کو اپنے سب کبوتر اور ہزار

ہر مسافر پر وہ ساعت سخت ہے اور وہ گھڑی
راہ کو بھولیں گے ہوکر مست و بیخود راہوار
مضمحل ہو جائیں گے اس خوف سے سب جنّ و انس
زار بھی ہو گا تو ہو گا اُس گھڑی باحالِ زار

(اِس تقریر کی تیاری میں مکرمہ وسیمہ اوپل آف آسٹریلیا کے مضمون مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 22مارچ2019ء سے مدد لی گئی ہے۔فجزاھا اللہ خیرًا)

✡✡✡✡